سلسلۂ امام ربانی کانفرنس ۲۰۰۴ء

# سراپائے امام ربانی

(حضرت مجدد الف ثانی کا سراپائے ناز)

از:


جاوید اقبال مظہری

بی اے، ایم اے، ایل ایل بی



مظہری پبلی کیشنز، کراچی

# جملہ حقوق محفوظ ہیں


| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ | کتاب | سراپائے امام ربانی |
| ۲۔ | تالیف | جاوید اقبال مجددی مظہری |
| ۳۔ | مطبع | برکت پریس، کراچی |
| ۴۔ | ناشر | مظہری پبلی کیشنز، کراچی، فون نمبر ۵۸۴۰۳۹۵ |
| ۵۔ | حروف سازی | سید شعیب افتخار مسعودی، سیل نمبر ۰۳۰۶_۲۵۵۹۰۸۲ |
| ۶۔ | اشاعت | اول |
| ۷۔ | طباعت اول | ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء |
| ۸۔ | تعداد | ایک ہزار |
| ۹۔ | ہدیہ | |


## ملنے کے پتے

۱.....امام ربانی فاؤنڈیشن، 5A، پلاٹ C-7، اسٹیڈیم لین نمبر ۱، خیابان شمشیر، فیز ۵، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی.....فون نمبر ۵۸۴۰۳۹۵

۲.....ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵_ای، ناظم آباد، کراچی.....فون نمبر ۰۳۰۰_۲۳۶۵۱۵۷

۳.....ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ایم اے جناح روڈ آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی فون نمبر ۲۲۱۳۹۷۳

۴.....فرید بک اسٹال، ۳۸_اردو بازار، لاہور.....فون نمبر ۷۳۱۲۱۷۳_۷۲۲۴۸۹۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

# سراپائے امامِ ربانی

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا نامِ نامیِ اسمِ گرامی احمد لقب بدرالدین، کنیت ابوالبرکات منصب خزینۃ الرحمۃ، قیومِ زماں، مجدد الف ثانی ہے۔ آپ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے جگر گوشے ہیں۔ آپ کے نامِ نامی اسمِ گرامی احمد کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولیٰ کی اتنی حمد بیان فرمائی کہ آپ احمد ہو گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء کو آپ کے نام نامی اسم گرامی احمد کا تعارف کرایا یہاں تک کہ یہ مبارک نام انبیاء علیہم السلام اور اُن کی اُمتوں میں مقبول ہو گیا اور انھوں نے آپ کی یاد میں محفلیں سجائیں اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

> ''اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام احمد ہوگا۔'' (الصّف:۱)

> پھر ساری دنیا میں آپ کا چرچا ہونے لگا، ہر امتی آپ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہو گیا...... پھر آپ 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو گئے......

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا سراپائے ناز اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ

وسلم کے رنگ میں رنگا ہوا تھا آپ کے حلیہ مبارک کے بعض اوصاف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا عکس جمیل تھے...... ملاحظ فرمائیے۔

آپ کا قد موزوں جسم نازنیں رنگ گندم گوں مائل بہ سفیدی تھا، آپ کی پیشانی اور رخسار مبارک سے ایسا نور ہویدا تھا کہ آنکھ کام نہ کرسکتی تھی۔ آپ کے بدن مبارک پر کبھی میل نہیں جمتا تھا۔ آپ کے پسینے میں گرمی ہو یا برسات کسی موسم میں بو نہیں آتی تھی۔ آپ کی پیشانی کشادہ تھی۔ اس پر سجدہ کا نشان تھا۔ پیشانی سے بینی تک ایک سرخ خط کشیدہ جو ہمیشہ چمکتا رہتا تھا۔ آپ کے ابرو سیاہ باریک کشادہ، آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل سفیدی و سیاہی نہایت گہری۔ آپ کی بینی بلند، لب سرخ۔ دہن درمیانہ۔ دندان مبارک نہایت درخشاں تھے۔ آپ کی ریش مبارک بھرواں اور پرشکوہ تھی اور رخسار مبارک پر بال متجاوز نہ تھے۔ آپ کے موئے مبارک پر سیاہی غالب تھی۔ ہاتھ کشادہ، انگلیاں نازک، پاؤں نہایت لطیف۔ سینۂ فیض گنجینہ پر بالوں کا صرف اک باریک ساخط تھا۔ آپ کی کمر بہت پتلی اور نازک تھی۔ (جواہر مجددیہ ص ۸۰)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی کا ظاہری سراپا کتنا نورانی اور لطیف ہے۔ اب باطنی سراپا ملاحظہ فرمائیے۔

## چشمِ مبارک:

☆......حضرت مجدد الف ثانی کی چشم باطن کا یہ عالم تھا کہ سارے جہاں پر نظر تھی۔

آپ نے فرمایا ہندوستان میں بھی انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں اور یہاں آرام فرما ہیں۔ فقیر اُن کی قبروں کی نشاندہی کرسکتا ہے۔ (مکتوب ۲۵۹ بنام خواجہ محمد سعید)

☆......وصال سے ایک سال قبل شب بُرات کو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا اسمِ مبارک لوحِ محفوظ سے مٹا دیا گیا ہے چنانچہ دوسرا شعبان المعظم نہیں آیا اور آپ نے صفر المظفر میں وصال فرمایا۔ (وصال احمدی ص ۴،۵)

☆......حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے مقبول مریدوں میں سے تھے اور صاحبِ کشف تھے۔ معیشت کے لئے تجارت کرنے کے لئے قندھار گئے ہوئے تھے اُسی زمانے میں ایک روز صبح کے وقت اپنے ایک خادم سے جو موجود تھا فرمایا، عجب معاملہ ہے میں نے چاہا کہ محمد مسعود کے احوال کی طرف توجہ کروں تو میں نے مکاشفے کی آنکھ سے بہت تلاش کیا اسے میں نے روئے زمین پر کہیں نہیں پایا۔ پھر میں نے اور بھی غور سے دیکھنا چاہا تو اُس کی قبر نظر آئی کہ وہ ابھی قریب زمانے ہی میں فوت ہوا ہے۔ یہ بات لوگوں نے سنی تو حیرت میں پڑ گئے۔ آپ کے فرمانے کے چند روز بعد اُن کے رفقاء نے آ کر ان کی وفات کی خبر سنائی۔ (زبدۃ المقامات ص ۴،۳،۵،۳)

## دستِ مبارک:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مقبول مرید سید جمال روایت کرتے ہیں کہ ایک وادی میں ناگاہ ایک شیر میرے سامنے آ گیا۔ دہشت، تنہائی بھی تھی اور اس درندے کی ہیبت بھی غالب ہوئی تو میں سخت خوفزدہ ہوا اور لرزنے لگا اور اس جنگل سے بھاگنا بھی ممکن نہ تھا۔ مجبوراً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی روحانیت سے التجا کی ۔ اس تضرع اور آپ کی طرف توجہ کرتے ہی مجھے نظر آیا کہ آپ اپنے ہاتھ میں عصا لئے

ہوئے جلدی سے پہنچ گئے اور پوری قوت سے وہ عصا اُس شیر کے منہ پر مارا۔ پھر جب میں نے غور کیا تو نہ حضرت مجدد الف ثانی نظر آئے اور نہ اُس جنگل (جامی) میں وہ شیر دکھائی دیا۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۵۱)

## زبانِ مبارک:

☆......ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کے حلقہ میں جو حافظ صاحب قرآن شریف پڑھتے تھے علیل ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ "ہم نے ان پر ذمہ لے لیا" وہ فوراً اچھے ہو گئے۔

☆......ایک مرتبہ آپ نے موسمِ گرما میں سفر فرمایا۔ راہ میں نہایت گرم ہوا چلی۔ خادموں نے دعاِ بارش کے لئے عرض کی آپ نے دعا فرمائی فوراً ابر چھا گیا اور برسنے لگا۔

☆......آپ کی خدمت میں ایک شخص نے کچھ تحفہ پیش کیا اور کسی مریض کی دعائے صحت کے لئے استدعا کی۔ آپ نے اُس کو قبول نہیں فرمایا اور تھوڑی دیر تک مراقبہ کر کے فرمایا ہم اس کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اُس وقت اُس کا انتقال ہو چکا تھا۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی کا ظاہری و باطنی سراپا نور علیٰ نور ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے باطنی سراپائے ناز میں آپ کا قلب اطہر اور اُس کی کیفیات سب سے زیادہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا قلب حق تعالیٰ کے ذکر سے معمور اور نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے منور تھا۔ جس کا اندازہ آپ کے اعمال واقوال سے ہوتا ہے۔ چند حقائق ملاحظہ فرمائیے۔

☆......حضرت مجدد الف ثانی برائے قضائے حاجات بیت الخلا تشریف لے گئے۔ وہاں مٹی کا ناتمام پیالہ تھا۔ جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اسم نقش تھا۔ اور مہتر اسی سے قاذورات اُٹھاتا تھا۔ آپ کی نظر اس پیالے اور اللہ کے نامِ مبارک پر پڑی۔ آپ نے اس کو اُٹھالیا۔ باہر تشریف لائے اور پانی منگوا کر اپنے ہاتھوں سے اس ناتمام پیالے کو پاک کیا اور پھر اس کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر ادب سے طاق میں رکھ دیا۔ جب پانی نوش فرماتے اس پیالے میں سے نوش فرماتے اس سلسلے میں آپ کو الہام ہو۔

تم نے ہمارے نام کا احترام کیا ہم تمھارے نام کو رفعت دیں گے۔ (حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین ص ۴۳)

حضرت مجدد الف ثانی کا قلب اطہر معرفت الٰہی کا سمندر تھا جس کا ظہور مندرجہ ذیل واقعہ میں ہوا۔

☆......حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے قلب اطہر پر قرآن کریم کے اسرار و معارف ابر بہاری کی طرح برستے تھے۔ خاص کر رمضان المبارک میں تو ان انوار و تجلیات کا تو کچھ اور ہی عالم ہوتا تھا۔ آپ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ نمازِ تراویح میں اُونگھ آتی ہے لیکن حضور کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا تو حضرت مجدد الف ثانی نے اسرارِ قرآنی کے سمندر میں ڈوب کر فرمایا۔

اسرارِ قرآنی کے سمندر میں شناوری موقع ہی نہیں دیتی کہ آنکھ بند کرسکوں۔

(حضرات القدس حصہ دوم ص ۹۴)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اتباع، اتباع کامل تھی۔آپ کو اگر کسی چیز میں حسن نظر آتا تو وہ صرف اور صرف سنت میں نظر آتا آپ کے قلب اطہر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کمال درجہ کا تھا۔آپ جب مکتوبات تحریر فرماتے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کرنے کے بعد تحریر فرماتے۔حضرت مجدد الف ثانی کی رگ رگ میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاری و ساری تھا۔ جب ہی تو آپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندرِ عشق میں ڈوب کر ارشاد فرماتے ہیں۔

فقیر اللہ کو اس لئے دوست رکھتا ہے کہ وہ ربِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (مبدا و معاد، ص ۱۷۹)

حضرت مجدد الف ثانی کے قلبِ اطہر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے جلوے محو تھے چنانچہ آپ چشمِ قلب سے ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔

''حُسن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال حشر کے دن پورا پورا معلوم ہو جائے گا۔ جو رویت کا مقام ہے جو لوگ یہاں خدا کو دیکھیں گے وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو دیکھیں گے۔اگر چہ اس جہاں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا دو تہائی حصہ عطا ہوا اور باقی تیسرا حصہ سب میں تقسیم ہوا۔لیکن عالم آخرت میں سارا حُسن، حسن محمدی ہے اور تمام جمال، جمالِ محمدی ہے۔'' (درلا ثانی ص ۲۷۶/۲۷۵)

حضرت مجدد الف ثانی کا اصل ظاہری و باطنی سراپا آپ کا قلبِ اطہر ہے جس میں سوائے محبتِ الہیٰ اور جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نہیں۔ ہاں

کون یہ جانِ تمنا عشق کی منزل میں ہے

جو تمنا دل سے نکلی پھر جو دیکھا دل میں ہے

حضرت مجدد الف ثانی کے ظاہری و باطنی سراپائے ناز کا پورا پورا عکس آپ کے معمولاتِ طیبات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ آپ کی نشست و برخاست اور شب و روز صرف اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے۔ ذیل میں آپ کے معمولات طیبات کو پیش کیا جا رہا ہے تا کہ آپ کے سراپائے ناز کو عمل کی کسوٹی پر دیکھا جا سکے۔ اصل اتباع سنت، عادت و اخلاق کا سنت کے مطابق ہو جانا ہے۔ آیئے عمل کے آئینے میں سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں:۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے شب و روز کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوتا اور نمازِ عشاء کے بعد ختم ہوتا گویا آپ کا ہر لمحہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد میں بسر ہوتا ہے۔ صاحبِ زبدۃ المقامات حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ آپ کے شب و روز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حضرت (مجدد) کا عمل جاڑے اور گرمی میں اور سفر و حضر میں یہ تھا کہ اکثر نصف اخیر میں اور کبھی رات کی آخری تہائی میں اُٹھ کر اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے پھر پورے طور پر احتیاط کے ساتھ وضو کرتے تھے۔ آپ اس کے قائل نہ تھے کہ وضو میں کوئی دوسرا شخص آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالے۔ وضو کے پانی میں آپ سے اس قدر احتیاط ظاہر ہوتا کہ اس سے بڑھ کر تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں قبلہ رو ہونے

کی رعایت کرتے تھے۔لیکن دونوں پاؤں کے دھونے کے وقت شمال یا جنوب کی طرف پھر جاتے تھے اور مسواک کو ہر وضو میں اور وضو کو ہر نماز میں لازم سمجھتے تھے الا ماشاءاللہ (بجز اس کے کہ کبھی کبھی جب اللہ تعالیٰ چاہیں) اور ہر عضو کو تین بار دھوتے تھے اور ہر بار ہاتھ سے پانی کو نچوڑتے تھے تا کہ قطرہ گرنے کا احتمال نہ ہو تو دھوئے ہوئے عضو میں اور نہ دھونے والے ہاتھ میں رہے اور اس کی حکمت یہ ظاہر کرتے کہ چونکہ غسالہ کی نجاست و طہارت میں اختلاف ہے اور اگر چہ فتویٰ اس کے پاک ہونے پر ہے لیکن درود پر عمل کرتے تھے اور ہر عضو کے دھونے میں کلمہ شہادت درود اور وہ ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے تھے جو احادیث کی کتابوں مثلاً تکملہ مشکوٰۃ اور بعض کتب فقہ اور عوارف میں منقول ہیں۔ وضو کے بعد چشمِ حق بین کے گوشہ کو آسمان کی طرف کرتے اور جو دعا اس وقت کے لئے منقول ہے پڑھ کر تہجد کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور اطمینان اور پورے حضور و جمعیت اور طویل قیام کے ساتھ تہجد ادا کرتے تھے اس طرح کی طاقت بشری بغیر تائیدِ الٰہی جل شانہ اس کے ادا کرنے سے قاصر ہے۔

ابتدائے احوال میں اکثر تہجد، چاشت اور زوال میں سورہ یٰسین کی قرأت بار بار کرتے اس طرح کے کبھی تو اس کی قرأت ۸۰ مرتبہ تک پہنچ جاتی کبھی کم ہوتی اور کبھی اس سے بھی زائد ہو جاتی اور اواخر میں اکثر نماز میں ختم قرآن میں مشغول ہو جاتے، تہجد ادا کرنے کے بعد پورے خشوع و استغراق کے ساتھ خاموش اور مراقبے میں بیٹھتے۔ فجر سے دو تین گھڑی پیشتر ایک گھڑی سنت کے مطابق اونگھ لیتے تا کہ تہجد دو نیندوں کے درمیاں ظہور پزیر ہو۔ پھر طلوع فجر سے پہلے بیدار ہو کر نماز فجر میں مشغول ہوتے۔ فجر کی سنت گھر میں ہی ادا کرتے اور سنت اور فرض کے درمیان سُبحَانَ اللهِ

وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ کی تکرار مخفی طور پر کرتے۔ فجر کے فرض ادا کرنے کے بعد اشراق کے وقت تک اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسجد ہی میں حلقہ کر کے مراقبہ میں بیٹھتے اس کے بعد نماز اشراق طویل قرأت کے ساتھ چار رکعتیں دو سلام کے ساتھ ادا کر کے ان تسبیحات اور ماثور دعاؤں میں مشغول ہوتے جو اس وقت کے لئے منقول ہیں۔ اس کے بعد حرم میں جا کر عورتوں بچوں کی خبر گیری کرتے اور معاش کے متعلق جو امور ہوتے ان کا حکم دیتے۔ اس کے بعد خلوت میں چلے جاتے اور قرآن مجید کی قرآت کی طرف توجہ فرماتے۔ تلاوت کے بعد طالبوں کو طلب فرما کر ان کے حالات دریافت فرماتے یا مخلص اصحاب کو بلا کر اسرار خصوصی بیان فرماتے۔

''جب ضحیٰ وہ کبریٰ ہو جاتا تو نماز چاشت خلوت میں ادا کر کے پھر باہر تشریف لے جاتے اور اس جماعت کے ساتھ کھانا تناول فرماتے خود بنفس نفیس توجہ فرماتے اور تمام فرزندوں درویشوں کو جو کچھ پکا ہوتا ایک ایک کر کے پہنچاتے اگر اس وقت فرزندوں اور درویشوں میں سے کوئی حاضر نہ ہوتا تو حکم دیتے کہ اس کا حصہ رکھ دیں۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد ماثور دعائیں پڑھتے جو اس وقت کے لئے منقول ہیں اور اخیر زمانہ میں جبکہ آپ نے تنہائی اختیار کر لی تھی اور روزہ تھا تو آپ کھانا اُسی خلوت خانہ میں تناول فرماتے۔ کھانے کے بعد فاتحہ پڑھنا جیسا کہ لوگوں کے درمیان معروف ہے۔ آپ سے بہت کم دیکھا گیا کیونکہ احادیث صحیحہ میں نہیں ذکر آیا ہے۔ روزانہ دوپہر سے پہلے کوئی چیز کھا لیتے اور وہ بھی بہت کم مقدار میں ہوتی اس کے باوجود فرماتے کیا کیا جائے آخری عمر کے تقاضا کی بنا پر بھوک کی حالت میں سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع میسر نہیں ہوتا ہے۔

نیز فرماتے تھے کہ جو امور عارف کو ملکیت سے بشریت کے نزدیک کر دیتے ہیں۔ان میں کوئی چیز کھانے کی طرح نہیں ہے۔کبھی تہجد کے وقت اس کی کدورتوں کی صورت مثالیہ نظر آتی ہے۔کھانا پورے پورے خشوع وحضور کے ساتھ تناول فرماتے اور ساتھیوں کو بھی اس وقت خشوع وحضور کی تاکید فرماتے۔کھانا کھانے کے وقت بائیں زانو کو اُٹھا کے تناول فرماتے۔کھانا تناول کر لینے کے بعد تھوڑی دیر سنت کے حکم کے مطابق قیلولہ فرماتے اور آپ کا مؤذن ظُہر کے اوّل وقت میں اذان کہتا۔اذان سننے کے بعد بلا تاخیر وضو کی طرف متوجہ ہوتے اور اور سنت زوال میں مشغول ہوتے اور فرماتے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعثت کے زمانے سے رحلت تک سنت زوال کو ترک نہیں کیا اور اس میں قرأت کو کبھی طوال مفصل کی کرتے اور کبھی قصار کی کرتے اس کے بعد ظہر کے فرض کی رکعتیں اور دو رکعت سنت پڑھتے اور چار رکعت اور بھی ادا کرتے۔نمازِ ظہر سے فارغ ہو کر بیٹھتے اور حافظ سے قرآن کا ایک پارہ یا کم وبیش سنتے اور اگر کوئی درس ہوتا درس دیتے۔اگر کوئی حافظ موجود نہ ہوتا تو خلوت میں جا کر خود تلاوت کرتے تھے اور نمازِ عصر اوّل وقت میں مثلین کے گرنے کے بعد ادا کرتے۔یہ نہیں دیکھا گیا کہ عصر سے پہلے کی چار رکع سنت کو آپ نے ترک کیا ہو۔عصر کے بعد سے وقت غروب تک ساتھیوں کے ساتھ سکوت اور مراقبہ میں گزارتے تھے۔فجر وعصر کے ان حلقوں میں باطنی طور پر مریدوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے اور نماز مغرب بھی اگر بادل نہ ہوتے تو اوّل وقت ہی میں ادا کرتے۔فرض ادا کر لینے کے بعد اسی جلسہ میں دس بار آہستہ سے کلمہ لا الــــہ الاالـلــــہ وحـده، لاشــریـکَ لـهُ، پڑھتے اور سنت اور فرض کے درمیان فعل کرنے کے لئے

اللّٰهُمَّ انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال و الاکرام سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ دو رکعت سنت اور چار رکعت اوابین ادا کرنے کے بعد اس وقت کی ماثور دعائیں پڑھتے اور اوابین کبھی چار رکعت اور کبھی چھ رکعت ادا کرتے اور اس میں اکثر سورہ واقعہ کی قرأت کرتے۔ افق کی سفیدی کے زائل ہونے کے بعد عشاء کی نماز ادا کرتے کیونکہ امام اعظم کے نزدیک شفق سے یہی مراد ہے۔ عشاء کی فرض سے پہلے چار رکعت سنت اسی طرح عشاء کی دو رکعت سنت کے بعد بھی چار رکعت سنت ادا کرتے اور آخری سنت کی چار رکعتوں میں الٓمٓ سجدہ، سورۃ تبارک۔ قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد کی قرأت کرتے۔ کبھی ان چاروں رکعتوں میں چاروں قل پڑھتے۔ اگر ان چار رکعتوں میں الم سجدہ اور سورہ الملک نہ پڑھی ہوتی تو وتر ادا کرنے کے بعد ان دونوں سورتوں کو سورہ دخان کے ساتھ پڑھتے اور ساتھیوں کو بھی ان وقتوں میں ان سورتوں کے پڑھنے کی ہدایت کرتے، قنوت حنفی کے ساتھ قنوت شافعی کو بھی ملاتے۔ وتر ادا کرنے کے بعد کبھی دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتے۔ ان دو رکعتوں میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یاایھا الکٰفرون پڑھتے۔ آخری زمانے میں شاذ و نادر ان دو رکعتوں کو ادا کرتے اور فرماتے تھے کہ اس کے متعلق فقہاء نے بہت سی قیل و قال کیا ہے اور وتر کے بعد جو دو سجدے متعارف ہیں وہ نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ علماء نے اس کی کراہت کا فتویٰ دیا ہے۔ وتر کبھی اوّل شب مین اور کبھی تہجد کے بعد اور جب اول شب میں وتر پڑھ لیتے تو اخیر شب میں اس کو دوبارہ نہیں پڑھتے تھے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں اور فرماتے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک رات میں دو وتر نہیں ہوتے ہیں اور فرماتے تھے کہ ایک رات

انہیں دکھایا گیا کہ وتر کی تاخیر سے ادا کرنے کی صورت میں جب نمازی سو جاتا ہے اور نیت کرتا ہے کہ آخر شب میں وتر ادا کرے گا تو اس کے کاتبین اعمال ساری رات اسی کے نام سے نیکیاں لکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ وتر ادا کرے اس کے ساتھ ساتھ فرماتے تھے اور تحریر بھی فرمایا کہ وتر کے جلد پڑھنے یا دیر سے پڑھنے میں سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے سوا اور کوئی چیز پیش نظر نہیں ہے اور اور کسی فضیلت کو متابعت کے ہم پلہ نہیں قرار دیتا ہوں اور حضرت رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وتر کبھی اوّل شب میں اور کبھی آخر شب میں ادا فرمایا ہے اور اپنی خوش نصیبی اس کو سمجھتا ہوں کہ کسی امر میں آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ اختیار کروں اگرچہ وہ تشبیہ صورت ہی کے اعتبار سے ہو۔ (زبدۃ المقامات ص ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴)

حضرت مجدد الف ثانی فنا فی رسول ﷺ تھے۔ ان کے لئے صرف اور صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کافی تھی ہاں:۔

ع کافی ہے بس اک نسبت سلطانِ مدینہ

اگر ان معمولات طیبات کو احادیث شریفہ کی روشنی میں دیکھا جائے کہ آپ کا ایک ایک عمل احادیث شریفہ کا عکس جمیل ہے۔ آخر میں ابو طاہر فدا حسین فدؔا کی منقبت پیش کرتا ہوں جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سراپائے جمیل دکھایا گیا ہے۔

# منقبت

## بحضور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

عظیم المرتبت ذیشان مجدد الف ثانی ہیں
ظہور جلوۂ یزداں مجدد الف ثانی ہیں

جمالِ نورِ مصطفیٰ ہے بیشک آپ کی صورت
سراپا مَصحفِ ایقان مجدد الف ثانی ہیں

ہے شاداب و شگفتہ آپ کے دم سے ریاضِ دیں
بہارِ گلشنِ ایماں، مجدد الف ثانی ہیں

ہوا مخمور و بے خود ہر دل حق آفریں واللہ!
سُرور بادۂ عرفاں مجدد الف ثانی ہیں

عیاں کیوں کر نہ ہوں اسرار توحید وجودی سب
سراسر "سورہ رحمان" مجدد الف ثانی ہیں

نگوں سر آپ کے در پر نہ کیوں ہوتے سلاطین بھی
خدا کے تابع فرماں مجدد الف ثانی ہیں

ہے لمعاتِ حدیثِ پاک سے قلب ونظر روشن
نثارِ عظمتِ فرقاں مجدد الف ثانی ہیں

مکاتیبِ مقدس آپ کے آئینہ وحدت
تجلائے رخ یزداں مجدد الف ثانی ہیں

ہوئی موسوم ہے کیا ذاتِ اقدس اسم احمد سے
جمالِ جلوۂ جاناں مجدد الف ثانی ہیں

فدؔا ناموسِ دینِ مصطفیٰ کے پاسباں الحق
حدیثِ عشق کا عنواں مجدد الف ثانی ہیں

(ابوالطاہر فدا حسین فدا بحوالہ جہانِ امام ربانی اقلیم ششم، ص ۱۹۔۲۰)